نگورنو قراباخ کے قضیے پر گفتگو سے پہلے آذر بائی جان سے آرمینیا کی فوجوں کے کامل اور فوری انخلاء پر اصرار کرتے ہیں۔ اسی اثناء میں آذر بائی جان نے کوئی وقت ضائع کیے بغیر بیرونی دُنیا اور بالخصوص "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" اور روس کے سیاسی حلقوں میں اپنا امیج بہتر بنانے کی کوششیں کی ہیں۔ آذر بائی جان کی قیادت نے عزم کر رکھا ہے کہ آرمینیا کے بارے میں جو عمومی تأثر پایا جاتا ہے کہ وہ "مسلم عدم رواداری کا شکار" رہا ہے، اِسے ختم کر دیا جائے۔ اس سلسلے میں روسی رائے عامہ اور ذرائع ابلاغ پر اُن کی توجہ بہت واضح اور نمایاں ہے۔ "آزاد ریاستوں کی دولتِ مشترکہ" سے باہر آذر بائی جان نے اقوام متحدہ سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اسی طرح صدر علی ییف نے برطانیہ کے دورے میں برطانوی وزیر اعظم جان میجر سے کہا ہے کہ وہ نگورنو قراباخ کے قضیہ کو حل کرنے میں اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں۔

ماسکو میں آذر بائی جان کے سفیر جناب رمیز رضی ایف کی فروری ۱۹۹۴ء میں Nogorno Karabakh Committee of Russian Intelligentia] روسی دانشوروں کی نگورنو قراباخ کمیٹی] کے شریک چیئرمین سے ملاقات اسی سلسلے کی کڑی تھی۔ یہ ملاقات آذر بائی جان کی خواہش پر ہوئی تھی اور اس میں آذر بائی جان کے سفیر نے جنگ بندی اور متنازعہ علاقے سے آرمینیا کی افواج کے فوری انخلاء پر زور دیا تھا۔ آرمینیا کی افواج کے انخلاء کے بعد اُن کی جگہ بین الاقوامی فوج تعینات ہو گی۔ جناب رمیز رضی ایف نے اِس بات پر زور دیا کہ کانفرنسوں میں شریک افراد کو دونوں فریقوں کا نقطۂ نظر سننا چاہیے۔

وسطی ایشیا کا عالمِ اسلام کی جانب رجوع

تاجکستان کے مسلم روحانی بورڈ کے چیئرمین کے سابق مشیر امور خارجہ سرجی گریٹسکی کا کہنا ہے کہ وسطی ایشیا کی سابق سوویت جمہوریتیں ایک ایسی صورتِ حال سے دوچار ہیں جس میں انہیں عالمِ اسلام کی طرف آہستہ آہستہ لیکن ناگزیر واپسی اختیار کرنا ہوگی۔

سرجی گریٹسکی نے ۱۴ اپریل کو واشنگٹن میں ولسن انٹرنیشنل سنٹر فار سکالرز کے ایک سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عالمِ اسلام کی طرف سے ان جمہوریتوں کی واپسی کا مطلب یہ ہوگا کہ پرانا کمیونسٹ نظام خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔

انہوں نے بتایا کہ ترکمانستان کے اسکولوں میں اب اسلام کی مبادیات پڑھائی جا رہی ہیں، تاہم انہوں نے کہا کہ اگرچہ وسطی ایشیا کے مسلمان بتدریج اپنی اسلامی اصل کی طرف بڑھ رہے ہیں، اس کے باوجود انہیں ابھی تک اپنے سیاسی حقوق حاصل نہیں ہوئے۔

بیلارس سے تعلق رکھنے والے سرجی گریٹسکی نے گریجویشن تک کی اپنی تعلیم تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبے میں حاصل کی۔ وہ ۱۹۹۱ء سے ۱۹۹۳ء تک قاضی اکبر توراجان زادہ کے امور خارجہ کے مشیر رہے تھے۔

سرجی گریٹسکی نے بتایا کہ تاجکستان میں خانہ جنگی اٹھارہ ماہ پہلے شروع ہوئی۔ اخباری اطلاعات کے مطابق کمیونسٹ حکمرانوں نے جو سوویت یونین کے دور میں تاجکستان پر اپنا حکم چلاتے رہے تھے، اسلامی جمہوری جماعتوں کے زیرِ قیادت ابھرنے والی بغاوت کو کچل دیا۔ اطلاعات میں بتایا گیا ہے کہ حزب اختلاف کے قائدین قید خانوں میں ڈال دیے گئے، ہلاک کر دیے گئے یا جلاوطن کر دیے گئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق اس لڑائی میں ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۳ء کے آغاز تک بیس ہزار سے زیادہ افراد مارے گئے اور کم و بیش ۷۰ ہزار تاجک افغانستان میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے۔

تاجکستانی حکومت نے روس کی سرپرستی میں دوبارہ اقتدار حاصل کرنے کے بعد ایک سال پہلے اقوام متحدہ کے پناہ گزینوں کی واپسی کے پروگرام کے تحت ان پناہ گزینوں کی واپسی کا عمل شروع کیا۔ اطلاعات کی رو سے تقریباً آدھے پناہ گزین واپس جا چکے ہیں۔

گریٹسکی نے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ کیا کہ تاجکستان میں تاجکوں کے اس المیے میں باقی دنیا نے جس میں امریکہ بھی شامل ہے، کسی دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔

انہوں نے کہا کہ قوم پرستوں سے غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے تاجکستانی کمیونسٹوں کی طاقت کا صحیح اندازہ نہیں لگایا تھا اور وہ روسی جمہوریت پسندوں کے ساتھ کوئی رابطہ قائم نہ کر سکے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں پرانے کمیونسٹ حکمرانوں سے تنہا نمٹنا پڑا۔

سرجی گریٹسکی نے بتایا کہ روسی فوج خطے میں زیادہ طاقت حاصل کرتی جا رہی ہے اور ازبکستان سمیت تحفظ امن کا زیادہ طاقتور کردار ادا کر رہی ہے۔ (پندرہ روزہ "خبر و نظر"، اسلام آباد - ۱۵ اپریل ۱۹۹۴ء)

*